آیت نمبر (20 تا 28)

خ ب ء

(ف) خَبَاءً — کسی چیز کو چھپانا۔ پوشیدہ کرنا۔

خَبْءٌ — اسم جنس ہے۔ چھپائی ہوئی چیزیں۔ پوشیدہ خزانے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵۔

ترجمہ

وَتَفَقَّدَ	الطَّيْرَ	فَقَالَ	مَا لِيَ	لَآ اَرَى	الْهُدْهُدَ	اَمْ
اورانہوںؑ نے جائزہ لیا	پرندوں کا	تو کہا	میرے لئے کیا ہے	میں نہیں دیکھتا	ہدہد کو	یا

كَانَ مِنَ	الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾	لَاُعَذِّبَنَّهٗ	عَذَابًا شَدِيْدًا	اَوْ
وہ ہے	غائب ہونے والوں میں	میں لازماً سزادوں گا اس کو	ایک سخت سزا	یا

لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ	اَوْ	لَيَاْتِيَنِّيْ	بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾	فَمَكَثَ
میں لازماً ذبح کروں گا اس کو	یا	وہ لازماً آئے گا میرے پاس	کسی واضح دلیل کے ساتھ	تو وہ (ہدہد) ٹھہرا (یعنی آیا)

غَيْرَ بَعِيْدٍ	فَقَالَ	اَحَطْتُّ	بِمَا	لَمْ تُحِطْ	بِهٖ
کسی دوری کے بغیر (یعنی جلد ہی)	پھر اس نے کہا	میں نے احاطہ کیا	اس (بات) کا	آپؑ نے احاطہ نہیں کیا	جس (بات) کا

وَجِئْتُكَ	مِنْ سَبَاٍ	بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾	اِنِّيْ	وَجَدْتُّ	امْرَاَةً	تَمْلِكُهُمْ
اور میں آیا آپؑ کے پاس	سبا سے	ایک یقینی خبر کے ساتھ	بیشک میں نے	پایا	ایک ایسی عورت کو جو	اختیار رکھتی ہے ان لوگوں پر

وَاُوْتِيَتْ	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ	وَّلَهَا	عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾	وَجَدْتُّهَا	وَقَوْمَهَا
اور اس کو دیا گیا	ہر چیز میں سے	اور اس کے لئے	ایک بڑا تخت ہے	میں نے پایا اس کو	اور اس کی قوم کو (کہ)

يَسْجُدُوْنَ	لِلشَّمْسِ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ
وہ لوگ سجدہ کرتے ہیں	سورج کو	اللہ کے علاوہ	اور سجادیا	اس کے لئے	شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ	فَصَدَّهُمْ	عَنِ السَّبِيْلِ	فَهُمْ	لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾	اَلَّا يَسْجُدُوْا
ان کے اعمال کو	نتیجتاً اس نے روک دیا ان کو	راستہ سے	تو وہ لوگ	ہدایت نہیں پاتے	یعنی وہ لوگ سجدہ مت کریں

لِلّٰهِ الَّذِيْ	يُخْرِجُ	الْخَبْءَ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَيَعْلَمُ
اس اللہ کو جو	نکالتا ہے	پوشیدہ خزانوں کو	آسمانوں سے	اور زمین سے	اور وہ جانتا ہے

مَا	تُخْفُوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾	اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ
اس کو جو	تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اللہ	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	مگر وہی

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿٢٦﴾	قَالَ	سَنَنْظُرُ	اَ	صَدَقْتَ	اَمْ
جو عرشِ عظیم کا مالک ہے	(سلیمانؑ نے) کہا	میں دیکھوں گا	آیا	تو نے سچ کہا	یا

1428

كُنْتَ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾	اِذْهَبْ	بِّكِتٰبِيْ هٰذَا	فَاَلْقِهْ	اِلَيْهِمْ
تو ہے	جھوٹ کہنے والوں میں سے	تو جا	میرے اس خط کے ساتھ	پھر تو ڈال دے اس کو	ان لوگوں کی طرف

ثُمَّ تَوَلَّ	عَنْهُمْ	فَانْظُرْ	مَاذَا	يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾
پھر تو منہ موڑ لے	اس سے	پھر تو دیکھ	کیا ہے جو	وہ لوٹاتے ہیں

نوٹ۔1

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ تمام پرندوں میں ہد ہد کی تفتیش کی کیا وجہ پیش آئی تو آپ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کسی ایسے مقام پر قیام فرمایا جہاں پانی نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہد ہد کو یہ خاصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ زمین کے اندر کی چیزوں کو اور زمین کے اندر بہنے والے چشموں کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ ہد ہد سے یہ معلوم کرانا چاہتے تھے کہ اس میدان میں کس جگہ زمین کھودنے سے کافی پانی مل سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ جنات کو حکم دیتے کہ اس جگہ زمین کو کھود کر پانی نکالوں۔ ہد ہد اپنی تیز نظر اور بصیرت کے باوجود شکاری کے جال میں آسانی سے پھنس جاتا ہے۔ اس حوالے سے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جاننے والو اس حقیقت کو پہچانو کو ہد ہد زمین کی گہرائی کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے مگر زمین کے اوپر پھیلا ہوا جال اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے جس میں وہ پھنس جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (29تا37)

ترجمہ

قَالَتْ	يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا	اِنِّيْۤ	اُلْقِيَ	اِلَيَّ	كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾	اِنَّهٗ
اس (ملکہ) نے کہا	اے سردارو	بیشک	ڈالا گیا	میری طرف سے	ایک نامۂ گرامی	بیشک وہ

مِنْ سُلَيْمٰنَ	وَاِنَّهٗ	بِسْمِ اللّٰهِ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ لا	اَلَّا تَعْلُوْا
سلیمانؑ (کی طرف) سے ہے	اور بیشک وہ	اللہ کے نام سے ہے	جو رحمٰن ہے	رحیم ہے	کہ تم لوگ سرکشی مت کرو

عَلَيَّ	وَاْتُوْنِيْ	مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ع	قَالَتْ	يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا	اَفْتُوْنِيْ
میرے خلاف	اور تم لوگ آؤ میرے پاس	فرمانبردار ہوتے ہوئے	اس نے کہا	اے سردارو	تم لوگ فتویٰ دو مجھے

فِيْۤ اَمْرِيْ ج	مَا كُنْتُ	قَاطِعَةً	اَمْرًا	حَتّٰى	تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾
میرے کام میں	میں نہیں ہوں	کاٹنے والی (یعنی طے کرنے والی)	کسی کام کو	یہاں تک کہ	تم لوگ میرے پاس موجود ہو

قَالُوْا	نَحْنُ	اُولُوْا قُوَّةٍ	وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ	وَّالْاَمْرُ	اِلَيْكِ
ان لوگوں نے کہا	ہم لوگ	قوت والے ہیں	اور سخت جنگجو ہیں	اور فیصلہ کرنا	تیری طرف سے

فَانْظُرِيْ	مَاذَا	تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾	قَالَتْ	اِنَّ	الْمُلُوْكَ	اِذَا	دَخَلُوْا
پس تو دیکھ	کیا ہے جو	تو حکم دیتی ہے	اس نے کہا	بیشک	بادشاہ لوگ	جب کبھی	داخل ہوتے ہیں

قَرْيَةً	اَفْسَدُوْهَا	وَجَعَلُوْٓا	اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ	اَذِلَّةً ج	1428 وَكَذٰلِكَ
کسی بستی میں	تو وہ نظم بگاڑتے ہیں اس کا	اور وہ کر دیتے ہیں	اس کے باختیار لوگوں کو	ذلیل	اور اسی طرح

يَفْعَلُوْنَ ۳۴	وَاِنِّيْ	مُرْسِلَةٌ	اِلَيْهِمْ	بِهَدِيَّةٍ	فَنٰظِرَةٌ	بِمَ
یہ لوگ کریں گے	اور بیشک میں	بھیجنے والی ہوں	ان کی طرف	ایک تحفے کے ساتھ	پھر دیکھنے والی ہوں	اس کو جس کے ساتھ

يَرْجِعُ	الْمُرْسَلُوْنَ ۳۵	فَلَمَّا	جَآءَ	سُلَيْمٰنَ	قَالَ	اَ
لوٹتے ہیں	بھیجے ہوئے	پھر جب	وہ آیا	سلیمانؑ کے پاس	تو انہوںؑ نے کہا	کیا

تُمِدُّوْنَنِ	بِمَالٍ	فَمَآ	اٰتٰىنِۦَ	اللّٰهُ	خَيْرٌ	مِّمَّآ
تم لوگ امداد کرتے ہو میری	کچھ مال سے	تو وہ جو	دیا مجھ کو	اللہ نے	بہتر ہے	اس سے جو

اٰتٰىكُمْ ج	بَلْ	اَنْتُمْ	بِهَدِيَّتِكُمْ	تَفْرَحُوْنَ ۳۶	اِرْجِعْ	اِلَيْهِمْ
اس نے دیا تم کو	بلکہ	تم لوگ	اپنے تحفے سے	خوش ہوتے ہو	تو لوٹ جا	ان کی طرف

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ	بِجُنُوْدٍ	لَّا قِبَلَ	لَهُمْ	بِهَا
تو ہم لازماً پہنچیں گے ان کے پاس	ایک ایسے لشکر کے ساتھ	کوئی طاقت نہیں ہے	ان کے لئے	جس پر

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ	مِّنْهَآ	اَذِلَّةً	وَّ	هُمْ	صٰغِرُوْنَ ۳۷
اور ہم لازماً نکالیں گے ان کو	وہاں سے	ذلیل ہونے والے ہوتے ہوئے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	حقیر ہونے والے ہیں

نوٹ۔1

حضرت سلیمانؑ کے خط سے نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکاتیب سے ثابت ہوتا ہے کہ خط کے شروع میں بسم اللہ لکھنا سنت انبیاء ہے۔لیکن قرآن وسنت کے نصوص واشارات سے فقہانے یہ کلیہ قاعدہ لکھا ہے کہ جس جگہ بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھا جائے، اگر اس جگہ اس کاغذ کے بے ادبی سے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں، بلکہ وہ پڑھ کر ڈال دیا جاتا ہے تو ایسے خطوط اور ایسی چیز پر بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اس طرح اس بے ادبی کے گناہ میں شریک ہوجائے گا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ ادائے سنت کے لئے زبان سے بسم اللہ کہہ لے تحریر میں نہ لکھے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (38 تا 44)

ع ف ر

(ض) عَفْرًا — زمین پر پٹک دینا۔ زمین میں دھنسا دینا۔

عِفْرِيْتٌ — ہوشیار۔ کاموں کو کر ڈالنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔39

ص ر ح

(ک) صَرَاحَةً — صاف ہونا۔ خالص ہونا۔ واضح ہونا۔

(ف) صَرْحًا — ظاہر کرنا۔ واضح کرنا۔

صَرْحٌ — ہر بلند عمارت (ظاہر ہونے کی وجہ سے) زیر مطالعہ آیت۔44

ترکیب

1428 آیت۔39 اَنَا اٰتِیْكَ میں اٰتِیْ کے دو امکانات ہیں۔ایک یہ کہ یہ اسم الفاعل اٰتِیْ ہے جو مضاف بننے کی وجہ سے اٰتِیْ ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ اٰتِیْ ہے۔دونوں طرح سے ترجمے صحیح مانے جائیں گے۔(آیت۔42) مِنْ قَبْلِهَا میں هَا کی ضمیر کا مرجع محذوف ہے جو وَاقِعَةٌ یا مُعْجِزَةٌ ہوسکتا ہے اور اس سے مراد معجزہ ہے کہ ملکہ اپنا تخت اپنے محل میں چھوڑ کر آئی تھی۔اور جب وہ سلیمانؑ کے پاس پہنچی تو اس کا تخت وہاں رکھا ہوا تھا۔(آیت۔۴۳) اس آیت کے دو طرح ترجمے کئے گئے ہیں۔ایک یہ کہ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ میں مَا کو صَدَّ کا فَاعِلٌ مانا گیا ہے۔اس طرح مطلب یہ ہوگا کہ جن چیزوں کی وہ پوجا کرتی تھی انہوں نے اس کو ایمان لانے سے روک دیا تھا۔دوسرا یہ کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے فارسی ترجمہ میں اور شیخ الہندؒ نے اپنے اردو ترجمہ میں صَدَّ کی ضمیر فاعلی هُوَ کو حضرت سلیمانؑ کے لئے مانا ہے۔اس طرح مطلب یہ ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کو ان چیزوں سے روک دیا جن کی وہ پوجا کرتی تھی۔پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ گرائمر کے لحاظ سے دوسرے ترجمہ کی گنجائش نہیں نکلتی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صَدَّ میں جس کو روکتے ہیں وہ مفعول بنفسہ آیت ہے۔کہتے ہیں صَدَّهٗ عَنْ كَذَا ۔آیت میں اگر ہوتا وَصَدَّهَا عَمَّا كَانَتْ تَعْبُدُ تب یہ ترجمہ ٹھیک ہوتا لیکن عَمَّا کے بجائے صرف مَا آیا ہے اس لئے پہلا ترجمہ بہتر ہے۔

ترجمہ

قَالَ	يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا	اَيُّكُمْ	يَاْتِيْنِيْ	بِعَرْشِهَا	قَبْلَ اَنْ
(سلیمانؑ نے) کہا	اے سردارو	تم میں کا کون	لائے گا میرے پاس	اس کے تخت کو	اس سے پہلے کہ

يَّاْتُوْنِيْ	مُسْلِمِيْنَ ۝٣٨	قَالَ	عِفْرِيْتٌ	مِّنَ الْجِنِّ
وہ سب آئیں میرے پاس	فرمانبردار ہوتے ہوئے	کہا	ایک ہوشیار سردار نے	جنوں میں سے

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ	قَبْلَ اَنْ	تَقُوْمَ	مِنْ مَّقَامِكَ ۚ	وَاِنِّيْ	عَلَيْهِ
میں لاؤں گا آپؑ کے پاس اس کو	اس سے پہلے کہ	آپؑ کھڑے ہوں	اپنی جگہ سے	اور بیشک میں	اس پر

لَقَوِيٌّ	اَمِيْنٌ ۝٣٩	قَالَ الَّذِيْ	عِنْدَهٗ	عِلْمٌ	مِّنَ الْكِتٰبِ
یقیناً قوت رکھنے والا ہوں	امانتدار ہوں	کہا اس نے	جس کے پاس	ایک علم تھا	کتاب میں سے

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ	قَبْلَ اَنْ	يَّرْتَدَّ	اِلَيْكَ	طَرْفُكَ ۭ	فَلَمَّا	رَاٰهُ
میں لاتا ہوں آپؑ کے پاس اس کو	اس سے پہلے کہ	لوٹے	آپؑ کی طرف	آپؑ کی پلک	تو جب	انہوں نے دیکھا اس کو

مُسْتَقِرًّا	عِنْدَهٗ	قَالَ	هٰذَا	مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ڗ	لِيَبْلُوَنِيْٓ	ءَ
ٹھہرا (یعنی رکھا) ہوا	اپنے پاس	تو انہوں نے کہا	یہ	میرے رب کے فضل میں سے ہے	تاکہ وہ آزمائے مجھ کو	آیا

اَشْكُرُ	اَمْ	اَكْفُرُ ۭ	وَمَنْ	شَكَرَ	فَاِنَّمَا	يَشْكُرُ	لِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ
میں شکر کرتا ہوں	یا	میں ناشکری کرتا ہوں	اور جو	شکر کرتا ہے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ شکر کرتا ہے	اپنے آپ کے لئے	اور جو

كَفَرَ	فَاِنَّ رَبِّيْ	غَنِيٌّ	كَرِيْمٌ ۝٤٠	قَالَ	نَكِّرُوْا	لَهَا
ناشکری کرتا ہے	تو بیشک میرا رب	بے نیاز ہے	بزرگ و برتر ہے	(سلیمانؑ نے) کہا	تم لوگ بھیس بدل دو	اس (ملکہ) کے لئے

عَرْشَهَا	نَنْظُرْ	اَ	تَهْتَدِيْٓ	اَمْ	تَكُوْنُ	مِنَ الَّذِيْنَ	1428 لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۴۱
اس کے تخت کا	تو ہم دیکھیں گے	آیا	وہ سمجھتی ہے	یا	وہ ہوتی ہے	ان لوگوں میں سے جو	سمجھ نہیں پاتے

فَلَمَّا	جَآءَتْ	قِيْلَ	اَ	هٰكَذَا	عَرْشُكِ ؕ	قَالَتْ	كَاَنَّهٗ
پھر جب	وہ آئی	تو کہا گیا	کیا	ایسا ہی ہے	تیرا تخت	اس (ملکہ) نے کہا	جیسے کہ یہ

هُوَ ۚ	وَاُوْتِيْنَا	الْعِلْمَ	مِنْ قَبْلِهَا	وَكُنَّا	مُسْلِمِيْنَ ۝۴۲	وَصَدَّهَا
وہ ہی ہے	اور ہم کو دیا گیا	علم	اس (معجزہ) سے پہلے	اور ہم ہو چکے	فرمانبردار	اور روک رکھا تھا اس (ملکہ) کو

مَا	كَانَتْ تَّعْبُدُ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اِنَّهَا	كَانَتْ	مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۴۳
ان چیزوں نے جن کی	وہ عبادت کیا کرتی تھی	اللہ کے علاوہ	بیشک وہ	تھی	ایک کافر قوم میں سے

قِيْلَ	لَهَا	ادْخُلِي	الصَّرْحَ ۚ	فَلَمَّا	رَاَتْهُ	حَسِبَتْهُ	لُجَّةً
کہا گیا	اس سے	تو داخل ہو	محل میں	تو جب	اس نے دیکھا اس (کے صحن) کو	تو اس نے گمان کیا اس کو	پانی کا ایک ذخیرہ

وَّكَشَفَتْ	عَنْ سَاقَيْهَا ؕ	قَالَ	اِنَّهٗ	صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ
اور اس نے کھولا	اپنی دونوں پنڈلیوں کو	(سلیمانؑ نے) کہا	بیشک یہ	چکنا کیا ہوا محل ہے

مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ	قَالَتْ	رَبِّ	اِنِّيْ	ظَلَمْتُ	نَفْسِيْ
شیشوں سے	اس نے کہا	اے میرے رب	بیشک میں نے	ظلم کیا	اپنے آپ پر

وَاَسْلَمْتُ	مَعَ سُلَيْمٰنَ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۴ ع
اور میں نے فرمانبرداری قبول کی	سلیمانؑ کے ساتھ	اللہ کی	جو تمام جہانوں کا رب ہے

نوٹ۔1

آیات 37۔38۔ کے درمیان میں یہ قصہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ سفارت ملکہ کا تحفہ واپس لے کر پہنچی اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ ملکہ نے حضرت سلیمانؑ کے جو حالات سنے ان کی بنا پر اس نے یہی مناسب سمجھا کہ ان سے ملاقات کے لئے خود بیت المقدس جائے۔ چنانچہ وہ فلسطین کی طرف روانہ ہوئی اور دربار سلیمانی میں اطلاع بھجوا دی۔ ان تفصیلات کو چھوڑ کر آیت۔38۔ میں اب اس وقت کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے جب ملکہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئی تھی اور ایک دو دن میں حاضر ہونے والی تھی۔

(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

جس شخص نے پلک جھپکنے میں تخت حاضر کر دیا تھا، اس کے بارے میں قطعی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون تھا، اس کے پاس کس قسم کا علم تھا اور اس کتاب سے کون سی کتاب مراد ہے جس کا علم اس کے پاس تھا۔ ان امور کی کوئی وضاحت نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ ان کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن یہ سب محض قیاسات ہیں جو بلا دلیل وثبوت قائم کر لئے گئے ہیں۔ ہم صرف اتنی ہی بات جانتے اور مانتے ہیں جتنی قرآن میں فرمائی گئی ہے۔ وہ شخص بہر حال جن کی نوع میں سے نہ تھا اور بعید نہیں کہ وہ کوئی انسان ہی ہو۔ اس کے پاس کوئی غیر معمولی علم تھا اور وہ اللہ کی کسی کتاب سے ماخوذ تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

تورات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کے بعد ملکہ اپنی مملکت کو واپس چلی گئی۔ یہ بات بالکل قرین قیاس ہے اور قرآن میں کوئی چیز اس کے خلاف نہیں جاتی۔ جب ملکہ نے سیاست اور مذہب دونوں میں حضرت سلیمانؑ کی اطاعت کر لی تو دین اور

سیاست دونوں کے نقطہ نظر سے یہی بات صحیح تھی کہ وہ اپنے ملک میں جا کر حکومت ان اصولوں کے مطابق چلائیں جو حضرت سلیمانؑ نے ان کو بتائے۔ بعض تفسیری روایات میں یہ جو آیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ان سے نکاح کر کے ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیا، یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (45 تا 53)

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ	اِلٰى ثَمُوْدَ	اَخَاهُمْ	صٰلِحًا	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ
اور بیشک ہم بھیج چکے	ثمود کی طرف	ان کی بھائی	صالحؑ کو	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی

فَاِذَا	هُمْ	فَرِيْقٰنِ	يَخْتَصِمُوْنَ ۝٤٥	قَالَ	يٰقَوْمِ	لِمَ
توجب ہی	وہ لوگ	دوفرقے تھے	جھگڑتے ہوئے	(صالحؑ نے) کہا	اے میری قوم	کیوں

تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِالسَّيِّئَةِ	قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ	لَوْلَا	تَسْتَغْفِرُوْنَ	اللّٰهَ
تم لوگ جلدی مچاتے ہو	برائی کی	بھلائی سے پہلے	کیوں نہیں	تم لوگ مغفرت مانگتے	اللہ سے

لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ ۝٤٦	قَالُوا	اطَّيَّرْنَا	بِكَ	وَبِمَنْ	مَّعَكَ ۗ
شاید تم لوگوں پر	رحم کیا جائے	ان لوگوں نے کہا	ہم منحوس سمجھتے ہیں	آپؑ کو	اور ان کو جو	آپؑ کے ساتھ ہیں

قَالَ	طٰٓئِرُكُمْ	عِنْدَ اللّٰهِ	بَلْ اَنْتُمْ	قَوْمٌ	تُفْتَنُوْنَ ۝٤٧
(صالحؑ نے) کہا	تم لوگوں کی نحوست	اللہ کے پاس سے ہے	بلکہ تم لوگ	ایک ایسی قوم ہو جن کو	آزمایا جاتا ہے

وَكَانَ	فِي الْمَدِيْنَةِ	تِسْعَةُ رَهْطٍ	يُّفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
اور تھا	اُس شہر میں	نو افراد کا ایک ایسا جتھا جو	نظم بگاڑتے تھے	زمین میں

وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝٤٨	قَالُوْا	تَقَاسَمُوْا	بِاللّٰهِ	لَنُبَيِّتَنَّهٗ
اور اصلاح نہیں کرتے تھے	انہوں نے کہا	تم لوگ ایک دوسرے سے قسم لو	اللہ کی کہ	ہم لازماً شبخوں ماریں گے اس (صالحؑ) پر

وَاَهْلَهٗ	ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ	لِوَلِيِّهٖ	مَا شَهِدْنَا	مَهْلِكَ اَهْلِهٖ
اور اس کے لوگوں پر	پھر ہم لازماً کہیں گے	اس کے ولی سے	ہم موجود نہیں تھے	اس کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے وقت

وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ ۝٤٩	وَمَكَرُوْا	مَكْرًا	وَّمَكَرْنَا
اور بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں	اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی	جیسے خفیہ تدبیر کرتے ہیں	اور ہم نے خفیہ تدبیر کی

مَكْرًا	وَّ	هُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٥٠	فَانْظُرْ	كَيْفَ كَانَ
جیسے خفیہ تدبیر کرتے ہیں	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے	تو آپؑ دیکھیں	کیسا تھا

عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ	اَنَّا	دَمَّرْنٰهُمْ	وَقَوْمَهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۝٥١
ان کی خفیہ تدبیر کا انجام	کہ ہم نے	ہلاک کیا ان (یعنی جتھے) کو	اور ان کی قوم کو	سب کے سب کو

فَتِلْكَ	بُيُوْتُهُمْ	خَاوِيَةً	بِمَا	ظَلَمُوْا	1428 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
پس یہ	ان کے گھر ہیں	اوندھے ہوئے	بسبب اس کے جو	انہوں نے ظلم کیا	بیشک اس میں

لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾	وَاَنْجَيْنَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾
یقیناً ایک نشانی ہے	ایک ایسی قوم کے لئے جو	علم رکھتے ہیں	اور ہم نے بچالیا	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور تقویٰ اختیار کرتے رہے

نوٹ۔1

ثمودیوں کے شہر میں ان کے نو سردار تھے۔ انہی کے مشورے سے اونٹنی کو مار ڈالا گیا تھا۔ جب انہوں نے اونٹنی کو قتل کیا اور دیکھا کہ کوئی عذاب نہیں آیا تو اب نبی اللہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور شبخوں مارنے کی سازش کی لیکن اس پر عمل کرنے سے پہلے عذاب آ گیا اور سارے ہلاک ہو گئے۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (54 تا 58)

ترجمہ

وَلُوْطًا	اِذْ قَالَ	لِقَوْمِهٖٓ	اَتَاْتُوْنَ	الْفَاحِشَةَ	وَ
اور (ہم بھیج چکے) لوطؑ کو	جب انہوں نے کہا	اپنی قوم سے	کیا تم لوگ کرتے ہو	بے حیائی	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾	اَئِنَّكُمْ	لَتَاْتُوْنَ	الرِّجَالَ	شَهْوَةً	مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ
تم لوگ	دیکھتے ہو	کیا بیشک تم لوگ	آتے ہو	مردوں کے پاس	شہوت کے لئے	عورتوں کے علاوہ

بَلْ اَنْتُمْ	قَوْمٌ	تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾	فَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ
بلکہ تم لوگ	ایک ایسی قوم ہو جو	غلط سوچ رکھتی ہے	تو نہیں تھا	انؑ کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ

قَالُوْٓا	اَخْرِجُوْٓا	اٰلَ لُوْطٍ	مِّنْ قَرْيَتِكُمْ	اِنَّهُمْ	اُنَاسٌ	يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾
ان لوگوں نے کہا	تم لوگ نکالو	لوطؑ کے لوگوں کو	اپنی بستی سے	بیشک یہ لوگ	ایک ایسا گروہ ہیں جو	پاک رہنا چاہتے ہیں

فَاَنْجَيْنٰهُ	وَاَهْلَهٗٓ	اِلَّا	امْرَاَتَهٗ	قَدَّرْنٰهَا	مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾
تو ہم نے نجات دی انؑ کو	اور انؑ کے لوگوں کو	سوائے	انؑ کی عورت کے	ہم نے طے کیا اس عورت کو	پیچھے رہ جانے والوں میں سے

وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّطَرًا	فَسَآءَ	مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾
اور ہم نے برسایا	ان لوگوں پر	ایک برسنے والی چیز	تو بری تھی	خبردار کئے ہوؤں کی برسنے والی چیز

نوٹ۔1

حضرت لوطؑ کی تبلیغ پر قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ جب لوطؑ اور ان کے لوگ اس فعل سے بیزار ہیں اور وہ نہ تمہاری مانتے ہیں نہ تم ان کی، تو ہمیشہ کی اس کلکل کو ختم کیوں نہیں کر دیتے۔ لوطؑ کے گھرانے کو دیس نکالا دے کر ان کے روزمرہ کے کچوکوں سے نجات حاصل کر لو۔ جب کافروں نے پختہ ارادہ کر لیا، اس پر جم گئے اور اجماع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (59 تا 62)

ح د ق

(ض) حَدْقًا کسی کو چاروں طرف گھیر لینا۔

1428

حَدِيْقَةٌ — ج حَدَائِقُ۔ چاردیواری والا باغ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٠

ح ج ز

(ن۔ض) حَجْزًا — منع کرنا۔ روک دینا۔

حَاجِزٌ — اسم الفاعل کے وزن پر صفت۔ روکنے والا۔ رکاوٹ۔ آڑ۔ زیر مطالع آیت۔ ٦١

ترجمہ

قُلِ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	وَسَلٰمٌ	عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ	اصْطَفٰی ؕ
آپ کہیے	تمام شکروسپاس	اللہ کے لئے ہے	اور سلامتی ہے	اس کے ان بندوں پر جن کو	اس نے چن لیا

آٰللّٰهُ	خَيْرٌ	اَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ؕ٥٩	اَمَّنْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
کیا اللہ	بہتر ہے	یا وہ (بہتر ہیں) جن کو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	یا وہ (بہتر ہے) جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	وَاَنْزَلَ	لَكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَآءً ج	فَاَنْۢبَتْنَا
اور زمین کو	اور جس نے اتارا	تمہارے لئے	آسمان سے	کچھ پانی	پھر ہم نے اگائے

بِهٖ	حَدَآئِقَ	ذَاتَ بَهْجَةٍ ج	مَا كَانَ	لَكُمْ	اَنْ	تُنْۢبِتُوْا
اس (پانی) سے	باغات	شادابی والے	نہیں ہے (ممکن)	تمہارے لئے	کہ	تم لوگ اُگاؤ

شَجَرَهَا ؕ	ءَ	اِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ ؕ	بَلْ هُمْ	قَوْمٌ
ان (باغات) کے درخت	کیا	کوئی الٰہ ہے	اللہ کے ساتھ	بلکہ یہ لوگ	ایک ایسی قوم ہیں جو

يَّعْدِلُوْنَ ؕ٦٠	اَمَّنْ	جَعَلَ	الْاَرْضَ	قَرَارًا	وَّجَعَلَ
برابر کرتے ہیں (دوسروں کو)	یا وہ (بہتر ہے) جس نے	بنایا	زمین کو	ٹھہرائی ہوئی	اور اس نے بنائیں

خِلٰلَهَآ	اَنْهٰرًا	وَّجَعَلَ	لَهَا	رَوَاسِيَ	وَجَعَلَ	بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ
اس کی دراڑوں سے	نہریں	اور اس نے بنائے	اس (زمین) کے لئے	کچھ پہاڑ	اور اس نے بنایا	دو سمندروں کے درمیان

حَاجِزًا ؕ	ءَ	اِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ ؕ	بَلْ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ٦١
ایک رکاوٹ	کیا	کوئی الٰہ ہے	اللہ کے ساتھ	بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے

اَمَّنْ	يُّجِيْبُ	الْمُضْطَرَّ	اِذَا	دَعَاهُ	وَيَكْشِفُ	السُّوْٓءَ
یا وہ (بہتر ہے) جو	(دعا) قبول کرتا ہے	مجبور کئے ہوئے کی	جب بھی	وہ پکارے اس کو	اور دور کرتا ہے	برائی کو

وَيَجْعَلُكُمْ	خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ	ءَ	اِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ ؕ	قَلِيْلًا مَّا	تَذَكَّرُوْنَ ؕ٦٢
اور بناتا ہے تم لوگوں کو	زمین کا (یعنی میں) خلیفہ	کیا	کوئی الٰہ ہے	اللہ کے ساتھ	بہت ہی تھوڑی	تم لوگ نصیحت حاصل کرتے ہو

نوٹ۔1

مضطر وہ شخص ہے جو سب دنیا کے سہاروں سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو فریاد رس سمجھ کر اس کی طرف متوجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مضطر کی دعا قبول کرنے کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے سب سہاروں سے منقطع ہو کر، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو

کارساز سمجھ کر دعا کرنا سرمایہ اخلاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اخلاص کا بڑا درجہ ہے۔ وہ جس کسی بندے میں پایا جائے وہ مومن ہو یا کافر، متقی ہو یا فاسق و فاجر، اس کے اخلاص کی برکت سے رحمت حق اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں کافروں کا حال ذکر فرمایا کہ یہ لوگ جب دریا میں ہوتے ہیں اور کشتی موجوں کی لپیٹ میں آ جاتی ہے اس وقت یہ لوگ (سارے دیوی دیوتا بھول کر) پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر کے خشکی پر لے آتا ہے تو یہ پھر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ ایک مظلوم کی دعا، دوسرے مسافر کی دعا، تیسرے باپ کی جو اپنی اولاد کے لئے بددعا کرے۔ ان تینوں دعاؤں میں بھی وہی صورت ہے جو دعائے مضطر میں ہے کہ دنیا کے سہاروں اور مددگاروں سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ اگر کسی مضطر یا مظلوم یا مسافر وغیرہ کو کبھی یہ محسوس ہو کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی تو بدگمان اور مایوس نہ ہو۔ بعض اوقات دعا قبول تو ہو جاتی ہے مگر کسی مصلحت ربانی سے اس کا ظہور دیر میں ہوتا ہے۔ یا پھر وہ اپنے نفس کو ٹٹولے کہ اس کے اخلاص اور توجہ الی اللہ میں کمی کوتاہی رہی ہے۔ (معارف القرآن)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی کسی تکلیف یا پریشانی پر Magnifying Glass لگا کر خود کو مضطر سمجھ بیٹھتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ وہ مضطر نہیں ہے۔ (مرتب)

کسی حقیقی مضطر کی فریاد رسی اگر بروقت نہیں ہوتی تو کسی دوسرے زیادہ موزوں تر وقت کے لئے اٹھا رکھی جاتی ہے اور اگر اس شکل میں نہیں ہوتی جس شکل میں ہو چاہتا ہے تو اس سے مختلف اور بہتر شکل میں پوری ہوتی ہے اور اگر دنیا میں نہیں ہوتی تو وہ آخرت میں اس کے لئے موجب اجر ہو گی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (63 تا 66)

ترجمہ

اَمَّنۡ	یَّهۡدِیۡكُمۡ	فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ	وَمَنۡ یُّرۡسِلُ	الرِّیٰحَ
یا وہ (بہتر ہے) جو	راہ سمجھاتا ہے تم کو	سمندر اور خشکی کے اندھیروں میں	اور جو بھیجتا ہے	ہواؤں کو

بُشۡرًۢا	بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ	ءَ	اِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ ؕ	تَعٰلَی اللّٰهُ
خوشخبریاں ہوتے ہوئے	اپنی رحمت سے پہلے	کیا	کوئی الہ ہے	اللہ کے ساتھ	بلند ہوا اللہ

عَمَّا	یُشۡرِكُوۡنَ ﴿ؕ۶۳﴾	اَمَّنۡ	یَّبۡدَؤُا	الۡخَلۡقَ	ثُمَّ	یُعِیۡدُهٗ
اس سے جو	یہ لوگ شرک کرتے ہیں	یا وہ (بہتر ہے) جو	ابتدا کرتا ہے	پیدا کرنے کی	پھر	وہ دوبارہ (پیدا) کرے گا اس کو

وَمَنۡ	یَّرۡزُقُكُمۡ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالۡاَرۡضِ ؕ	ءَاِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ ؕ	قُلۡ
اور جو	رزق دیتا ہے تم کو	آسمان سے	اور زمین سے	کیا کوئی الہ ہے	اللہ کے ساتھ	آپؐ کہیے

هَاتُوۡا	بُرۡهَانَكُمۡ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	صٰدِقِیۡنَ ﴿۶۴﴾	قُلۡ	لَّا یَعۡلَمُ
تم لوگ دو	اپنی روشن دلیل	اگر تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	آپؐ کہیے	نہیں جانتا

مَنۡ	فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ	الۡغَیۡبَ	اِلَّا اللّٰهُ ؕ	وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ
جو (بھی)	زمین اور آسمانوں میں ہے	غیب کو	سوائے اللہ کے	اور وہ لوگ شعور نہیں رکھتے

اَيَّانَ	يُبۡعَثُوۡنَ ۝۶۵	بَلِ	ادّٰرَكَ	عِلۡمُهُمۡ 1428
کب	وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے	بلکہ	(اگلوں سے) جاملا	ان کا علم

فِی الۡاٰخِرَةِ ۚ قف	بَلۡ هُمۡ	فِیۡ شَكٍّ	مِّنۡهَا ۚ قف	بَلۡ هُمۡ	مِّنۡهَا	عَمُوۡنَ ۝۶۶ ع
(انکارِ) آخرت کے بارے میں	بلکہ وہ لوگ	شک میں ہیں	اس کے بارے میں	بلکہ وہ لوگ	اس سے	اندھے ہیں

نوٹ:1

آیت۔65۔ کا مطلب یہ ہے کہ سوائے خدا کے کوئی انسان، جن یا فرشتہ غیب داں نہیں ہے۔ بی بی عائشہؓ کا فرمان ہے کہ جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات جانتے تھے اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم باندھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان والوں میں سے کوئی بھی غیب کی بات جاننے والا نہیں ہے۔ (ابن کثیرؒ)

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور جس قدر چاہے اپنی معلومات کا کوئی گوشہ کھول دے۔ لیکن علم غیب بحیثیت مجموعی کسی کو نصیب نہیں اور عالم الغیب ہونے کی صفت صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (67 تا 73)

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	ءَاِذَا	كُنَّا	تُرٰبًا	وَّاٰبَآؤُنَاۤ	اَئِنَّا
اور کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	کیا جب	ہم ہو جائیں گے	مٹی	اور ہمارے باپ دادا بھی	تو کیا ہم

لَمُخۡرَجُوۡنَ ۝۶۷	لَقَدۡ وُعِدۡنَا	هٰذَا	نَحۡنُ	وَاٰبَآؤُنَا
ضرور نکالے جانے والے ہیں	بیشک وعدہ کیا جا چکا ہے ہم سے	اس کا	ہم سے بھی	اور ہمارے باپ دادا سے بھی

مِنۡ قَبۡلُ ۙ	اِنۡ هٰذَاۤ	اِلَّاۤ	اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۶۸	قُلۡ	سِيۡرُوۡا
اس سے پہلے	نہیں ہے یہ	مگر	پہلے لوگوں کے افسانے	آپؐ کہیے	تم لوگ گھومو پھرو

فِی الۡاَرۡضِ	فَانۡظُرُوۡا	كَيۡفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝۶۹	وَلَا تَحۡزَنۡ
زمین میں	پھر دیکھو	کیسا تھا	مجرموں کا انجام	اور آپؐ افسوس مت کریں

عَلَيۡهِمۡ	وَلَا تَكُنۡ	فِیۡ ضَيۡقٍ	مِّمَّا	يَمۡكُرُوۡنَ ۝۷۰	وَيَقُوۡلُوۡنَ
ان لوگوں پر	اور آپؐ مت ہوں	کسی گھٹن میں	اس سے جو	یہ لوگ مکر کرتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں

مَتٰى	هٰذَا الۡوَعۡدُ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	صٰدِقِيۡنَ ۝۷۱	قُلۡ	عَسٰٓى
کب	یہ وعدہ (پورا) ہوگا	اگر تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	آپؐ کہیے	ہوسکتا ہے

اَنۡ يَّكُوۡنَ	رَدِفَ لَكُمۡ	بَعۡضُ الَّذِیۡ	تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ۝۷۲	وَاِنَّ رَبَّكَ
کہ ہو	تمہارے پیچھے ہی	اس کی بعض جس کی	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	اور بیشک آپؐ کا رب

لَذُوْ فَضْلٍ	عَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
یقیناً فضل والا ہے	لوگوں پر	اور لیکن	ان کے اکثر	شکر نہیں کرتے
				1428

نوٹ۔1

رسولوں نے اپنی قوموں کو دو عذابوں سے ڈرایا ہے۔ ایک عذاب دنیا سے جو رسول کی تکذیب کی صورت میں لازماً ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے عذاب آخرت سے۔ اس کا جواب ان کی قوموں نے ہمیشہ یہی دیا کہ یہ عذاب کب آئے گا۔ اگر سچے ہو تو یا تو قیامت لاؤ، اگر قیامت نہیں تو وہ عذاب ہی لا کر دکھاؤ جو تمہاری تکذیب کی صورت میں ہم پر آنے والا ہے۔ فرمایا ان سے کہہ دو کہ عجیب نہیں کہ جس چیز کے لئے تم جلدی مچاتے ہو اس کا کوئی حصہ تمہارے پیچھے ہی لگا ہوا ہو۔ **تَسْتَعْجِلُوْنَ** سے قیامت مراد ہے جس کے لئے وہ جلدی مچاتے تھے۔ **بَعْضُ** سے مراد وہ عذاب ہے جو رسول کی تکذیب کا لازمی نتیجہ ہے۔ یہاں اس بات کو **عَسٰی** کے لفظ سے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بہرحال عذاب کے ظہور کا انحصار قوم کے رویے پر تھا کہ وہ ایمان لا کر اس سے محفوظ بھی رہ سکتی تھی۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ آنحضرت ﷺ کی قوم کی اکثریت ایمان لائی اس وجہ سے اس پر ایسا عذاب نہیں آیا جیسا پچھلی قوموں پر آیا تھا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (74 تا 82)

ترجمہ

وَاِنَّ رَبَّكَ	لَيَعْلَمُ	مَا	تُكِنُّ	صُدُوْرُهُمْ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾
اور بیشک آپؐ کا رب	یقیناً جانتا ہے	اس کو جو	چھپاتے ہیں	ان کے سینے	اور اس کو جو	یہ لوگ اعلان کرتے ہیں

وَمَا	مِنْ غَآئِبَةٍ	فِي السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اِلَّا	فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾
اور نہیں ہے	کوئی بھی غائب ہونے والی	آسمان میں	اور زمین میں	سوائے اس کے کہ	(وہ) ایک واضح کتاب میں ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ	يَقُصُّ	عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اَكْثَرَ الَّذِيْ	هُمْ	فِيْهِ
بیشک یہ قرآن	بیان کرتا ہے	بنی اسرائیل پر	اس کے اکثر کو	وہ لوگ	جس میں

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾	وَاِنَّهٗ	لَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾	اِنَّ رَبَّكَ
اختلاف کرتے ہیں	اور بیشک یہ	یقیناً ہدایت ہے	اور رحمت ہے	ایمان لانے والوں کیلئے	بیشک آپؐ کا رب

يَقْضِيْ	بَيْنَهُمْ	بِحُكْمِهٖ ۚ	وَهُوَ الْعَزِيْزُ	الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾
فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	اپنے حکم سے	اور وہ ہی بالادست ہے	جاننے والا ہے

فَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ ۭ	اِنَّكَ	عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾	اِنَّكَ	لَا تُسْمِعُ	الْمَوْتٰى
پس آپ بھروسہ کریں	اللہ پر	بیشک آپؐ	واضح حق پر ہیں	بیشک آپؐ	نہیں سناتے	مردوں کو

وَلَا تُسْمِعُ	الصُّمَّ	الدُّعَآءَ	اِذَا	وَلَّوْا	مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾
اور آپؐ نہیں سناتے	بہروں کو	(اپنی) پکار	جب	وہ چل دیتے ہیں	پیٹھ دینے والا ہوتے ہوئے

وَمَآ اَنْتَ	بِهٰدِي الْعُمْيِ	عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ	اِنْ تُسْمِعُ	اِلَّا	مَنْ	يُّؤْمِنُ
اور آپؐ نہیں ہیں	اندھوں کو ہدایت دینے والے	ان کی گمراہی سے	آپ نہیں سناتے	مگر	اس کو جو	ایمان لاتا ہے

عَلَیۡہِمۡ	الۡقَوۡلُ	وَقَعَ	وَاِذَا	مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾	فَہُمۡ	بِاٰیٰتِنَا
ان پر	وہ بات	واقع ہوگی	اور جب	فرمانبرداری کرنے والے ہیں	تو وہ لوگ ہی	ہماری نشانیوں پر

1428

تُکَلِّمُہُمۡ	مِّنَ الۡاَرۡضِ	دَآبَّۃً	لَہُمۡ	اَخۡرَجۡنَا
وہ بات کرے گا ان سے	زمین سے	ایک چلنے والا (جانور)	ان کے لئے	تو ہم نکالیں گے

کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۸۲﴾	النَّاسَ	اَنَّ
ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے	لوگ	(اس لئے) کہ

نوٹ۔1

آیت۔82۔ میں اَلۡقَوۡلُ کا مطلب وہ وعدہ جو قیامت کے بارے میں کیا گیا ہے اور اس کے لوگوں پر آپڑنے یعنی واقع ہونے کا مطلب ہے کہ قیامت بالکل قریب آجائے گی۔ اس وقت ایک جانور زمین سے نکلے گا۔ ابن عمرؓ کا قول ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب زمین میں کوئی نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا باقی نہیں رہے گا۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ یہی بات انہوں نے خود رسول ﷺ سے سنی تھی۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ ایک ہی جانور ہوگا یا ایک خاص قسم کی جنس حیوان ہوگی جس کے بہت سے افراد زمین پر پھیل جائیں گے۔ دَآبَّۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ کے الفاظ میں دونوں معانی کا احتمال ہے۔ یہ فقرہ کہ ''لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے۔'' یا تو اس جانور کے اپنے کلام کی نقل ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کلام کی حکایت ہے۔ اس جانور کی شکل و صورت، نکلنے کی جگہ اور ایسی ہی دوسری تفصیلات کو جاننے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے قرآن میں یہ ذکر کیا گیا ہے، اس سے ان تفصیلات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ رہا کسی جانور کا انسانی زبان میں ذکر کرنا تو یہ اللہ کی قدرت ہے۔ وہ جس کو چاہے گویائی کی صلاحیت بخش سکتا ہے۔ قیامت سے پہلے تو وہ ایک ہی جانور کو گویائی بخشے گا مگر جب قیامت قائم ہوجائے گی تو اللہ کی عدالت میں انسان کی آنکھ، کان، اور اس کے جسم کی کھال تک بول اٹھے گی۔ یہ قرآن میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (83 تا 88)

ف و ج

(ن) فَوۡجًا خوشبو کا پھیلنا۔

فَوۡجٌ ج اَفۡوَاجٌ۔ افراد کی جماعت۔ گروہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 83 ﴿ یَّوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ﴿۱۸﴾ ﴾ (78/النبا: 18) ''جس دن پھونکا جائے گا صور میں تو تم لوگ آؤ گے گروہوں میں۔''

ج م د

(ن) جُمُوۡدًا کسی چیز کا جم جانا۔

جَامِدٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جما ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 88

ت ق ن

(x) x ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

(افعال) اِتۡقَانًا کام کو مضبوطی سے کرنا۔ مہارت سے کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 88

ترجمہ

شب وروز کی یکے بعد دیگرے آمد ورفت اور تضاد کے باوجود ان کے باہم موافق ہونے اور مخلوق کے لئے ان کی فیض رسانی سے

وَيَوْمَ	نَحْشُرُ	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ	فَوْجًا	مِّمَّنْ	يُّكَذِّبُ	بِاٰيٰتِنَا
اور جس دن	ہم اکٹھا کریں گے	ہر ایک امت میں سے	ایک گروہ	ان میں سے جو	جھٹلاتے تھے	ہماری نشانیوں کو

فَهُمْ	يُوْزَعُوْنَ ﴿٨٣﴾	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءُوْ	قَالَ	اَكَذَّبْتُمْ
پھر ان کی	صف بندی کی جائے گی	جہاں تک کہ	جب	وہ آئیں گے	تو (اللہ) کہے گا	کیا تم لوگوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِيْ	وَ	لَمْ تُحِيْطُوْا	بِهَا	عِلْمًا	اَمَّاذَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾
میری نشانیوں کو	حالانکہ	تم نے احاطہ ہی نہیں کیا	ان کا	بلحاظ علم کے	یا (اگر یہ نہیں تو) وہ کیا ہے جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

وَوَقَعَ	الْقَوْلُ	عَلَيْهِمْ	بِمَا	ظَلَمُوْا	فَهُمْ	لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٨٥﴾
اور واقع (ثابت) ہوئی	وہ بات	ان پر	بسبب اس کے جو	انہوں نے ظلم کیا	پھر وہ	(کچھ) نہیں بولیں گے

اَلَمْ يَرَوْا	اَنَّا جَعَلْنَا	الَّيْلَ	لِيَسْكُنُوْا	فِيْهِ	وَالنَّهَارَ
کیا انہوں نے غور ہی نہیں کیا کہ	ہم نے بنائی	رات	تاکہ وہ سکون حاصل کریں	اس میں	اور دن کو (بنایا)

مُبْصِرًا ؕ	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾	وَيَوْمَ	يُنْفَخُ
بینا کرنے والا ہوتے ہوئے	بیشک اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ایسی قوم کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں	اور جس دن	پھونکا جائے گا

فِي الصُّوْرِ	فَفَزِعَ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	اِلَّا مَنْ
صور میں	تو دہشت زدہ ہو جائیں گے	وہ جو	آسمانوں میں ہیں	اور وہ جو زمین میں ہیں	سوائے اس کے جس کو

شَآءَ	اللّٰهُ ؕ	وَكُلٌّ	اَتَوْهُ	دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾	وَتَرَى	الْجِبَالَ
چاہا	اللہ نے	اور سب	آئیں گے اس کے پاس	حقیر ہوتے ہوئے	اور تو دیکھتا ہے	پہاڑوں کو

تَحْسَبُهَا	جَامِدَةً	وَّ	هِيَ	تَمُرُّ	مَرَّ السَّحَابِ ؕ
تو گمان کرتا ہے ان کو	جمے ہوئے	حالانکہ	وہ	چلیں گے	بادل کا چلنا

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ	اَتْقَنَ	كُلَّ شَيْءٍ ؕ	اِنَّهٗ	خَبِيْرٌۢ	بِمَا	تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾
(تو دیکھتا ہے) اس اللہ کی کاریگری کو جس نے	مہارت سے بنایا	ہر ایک چیز کو	بیشک وہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ:1

شب وروز کی یکے بعد دیگرے آمد ورفت اور تضاد کے باوجود ان کے باہم موافق ہونے اور مخلوق کے لئے ان کی فیض رسانی سے کائنات کے خالق کی قدرت، حکمت، ربوبیت، توحید اور حشر ونشر پر قرآن میں جگہ جگہ دلیلیں قائم کی گئیں ہیں۔ یہاں لفظ اٰیٰتٌ سے ان سب کی طرف اشارہ ہے لیکن خاص طور پر قیامت اور حشر ونشر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس کا مشاہدہ تو اس دنیا میں ہر روز کر رہے ہو۔ جس طرح تم رات میں ہر روز سوتے ہو پھر صبح کو اٹھ بیٹھتے ہو، اسی طرح مرنے کے بعد ایک وقت آئے گا کہ اٹھو بیٹھو گے۔ اللہ تعالیٰ یہ مشاہدہ اسی لئے کرا رہا ہے کہ اصل حقیقت کی یاد دہانی تمہیں ہر روز ہوتی رہے۔ اسی کی یاد دہانی کے لئے نبی ﷺ نے

اس دعا کی تلقین فرمائی ہے جو سو کر اٹھنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ (تدبر قرآن) وہ دعا یہ ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

آیت نمبر (89 تا 93)

ک ب ب

(ن)	کَبًّا	پچھاڑنا۔ اوندھا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 90۔
(افعال)	اِکْبَابًا	کسی چیز پر منہ کے بل گر جانا۔ اوندھا ہونا۔ ﴿ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی ﴾ (67/الملک: ۲۲) ”تو کیا وہ جو چلتا ہے اوندھا ہونے والا ہوتے ہوئے اپنے چہرے پر زیادہ ہدایت پر ہے۔“

ترجمہ

مَنْ	جَآءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ	خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ	وَهُمْ	مِّنْ فَزَعٍ	یَّوْمَئِذٍ
جو	آیا	بھلائی کے ساتھ	تو اس کے لئے ہے	اس سے بہتر	اور وہ لوگ	دہشت سے	اس دن

اٰمِنُوْنَ ۝۸۹	وَمَنْ	جَآءَ	بِالسَّیِّئَةِ	فَکُبَّتْ	وُجُوْهُهُمْ	فِی النَّارِ ۭ
امن میں ہونے والے ہیں	اور جو	آیا	برائی کے ساتھ	تو اوندھے کئے جائیں گے	ان کے چہرے	آگ میں

هَلْ تُجْزَوْنَ	اِلَّا مَا	کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰	اِنَّمَآ	اُمِرْتُ	
تم لوگوں کو کیا بدلہ دیا جاتا ہے	سوائے اس کے جو	تم لوگ کیا کرتے تھے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مجھے حکم دیا گیا	

اَنْ اَعْبُدَ	رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ	حَرَّمَهَا	وَلَهٗ	کُلُّ شَیْءٍ	وَّاُمِرْتُ
کہ میں ہو جاؤں	فرمانبرداروں میں سے	اور (حکم دیا گیا) کہ	میں تلاوت کروں	قرآن کی	پھر جس نے

اَنْ اَکُوْنَ	مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۱ ۙ	وَاَنْ	اَتْلُوَا	الْقُرْاٰنَ ۚ	فَمَنِ
کہ میں ہو جاؤں	فرمانبرداروں میں سے	اور (حکم دیا گیا) کہ	میں تلاوت کروں	قرآن کی	پھر جس نے

اهْتَدٰی	فَاِنَّمَا	یَهْتَدِیْ	لِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ ضَلَّ	فَقُلْ	اِنَّمَآ	
ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے (ہی) نفس کے لئے	اور جو بھٹکا	تو آپ ﷺ کہہ دیجئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	

اَنَا	مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝۹۲	وَقُلِ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	سَیُرِیْکُمْ
میں	خبردار کرنے والوں میں سے ہوں	اور آپ ﷺ کہیے	تمام شکر و سپاس	اللہ کے لئے ہے	وہ دکھائے گا تم کو

اٰیٰتِهٖ	فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ	وَمَا رَبُّکَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ ع
اپنی نشانیاں	تم لوگ پہچانو گے ان کو	اور نہیں ہے آپ ﷺ کا رب	غافل	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ: 1

آیت۔ 89۔ میں ہے کہ قیامت کے دن جو بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بھلائی کا صلہ بھلائی سے بہتر ہوگا۔ یہ بہتری دو طرح سے ہوگی۔ ایک یہ کہ اس کی نیکی تو وقتی تھی اور اس کے اثرات بھی دنیا میں ایک محدود زمانے کے لئے تھے مگر اس کا اجر دائمی اور ابدی ہوگا۔ دوسرے یہ کہ جتنی نیکی اس نے کی ہوگی اس سے زیادہ انعام اسے دیا جائے گا۔

1428

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ آخرت میں بدی کا بدلہ اتنا ہی دیا جائے گا جتنی کسی نے بدی کی ہوگی اور نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ آدمی کے عمل سے بہت زیادہ عطا فرمائے گا۔ (تفہیم القرآن)

مورخہ ۲۷/شعبان ۱۴۲۸ھ

بمطابق ۱۰/ستمبر ۲۰۰۷ء

آیت نمبر (1 تا 7)

ترجمہ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾	نَتْلُوْا عَلَيْكَ
-	یہ	واضح کتاب کی آیات ہیں	ہم سناتے ہیں آپ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ	بِالْحَقِّ	لِقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾	اِنَّ فِرْعَوْنَ	عَلَا
فرعون اور موسیٰؑ کی خبر میں سے	حق کے ساتھ	ایسی قوم کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں	بیشک فرعون نے	سرکشی کی

فِي الْاَرْضِ	وَجَعَلَ	اَهْلَهَا	شِيَعًا	يَّسْتَضْعِفُ	طَآئِفَةً	مِّنْهُمْ
زمین میں	اور اس نے بنایا	اس کے لوگوں کو	فرقہ (میں)	وہ کمزور سمجھتا (کرتا) تھا	ایک گروہ کو	ان میں سے

يُذَبِّحُ	اَبْنَآءَهُمْ	وَيَسْتَحْيٖ	نِسَآءَهُمْ ؕ	اِنَّهٗ كَانَ	مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾
اس حال میں کہ وہ ذبح کرتا تھا	ان کے بیٹوں کو	اور زندہ رکھتا تھا	ان کی عورتوں کو	بیشک وہ تھا	نظم بگاڑنے والوں میں سے

وَ	نُرِيْدُ	اَنْ	نَّمُنَّ	عَلَى الَّذِيْنَ	اسْتُضْعِفُوْا	فِي الْاَرْضِ
حالانکہ	ہم ارادہ رکھتے تھے	کہ	ہم احسان کریں	اور ان لوگوں پر جن کو	کمزور سمجھا گیا	زمین میں

وَنَجْعَلَهُمْ	اَئِمَّةً	وَّنَجْعَلَهُمُ	الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ لا	وَنُمَكِّنَ	لَهُمْ
اور ہم بنائیں ان کو	پیشوا	اور ہم بنائیں ان کو	وارث	اور ہم اختیار دیں	ان (کمزور) لوگوں کو

فِي الْاَرْضِ	وَنُرِيَ	فِرْعَوْنَ	وَهَامٰنَ	وَجُنُوْدَهُمَا	مِنْهُمْ	مَّا
زمین میں	اور ہم دکھائیں	فرعون کو	اور ہامان کو	اور ان دونوں کے لشکروں کو	ان (کمزوروں) سے	وہ جس سے

كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾	وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى	اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ	فَاِذَا
وہ ڈرتے تھے	اور ہم نے وحی کی	موسیٰؑ کی والدہ کی طرف	کہ آپ دودھ پلائیں انؑ کو	پھر جب

خِفْتِ	عَلَيْهِ	فَاَلْقِيْهِ	فِي الْيَمِّ	وَلَا تَخَافِيْ	وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ
آپ خوف کریں	انؑ کے بارے میں	تو آپ ڈال دیں انؑ کو	پانی میں	اور آپ مت ڈریں	اور غمگین مت ہوں

اِنَّا	رَآدُّوْهُ	اِلَيْكِ	وَجَاعِلُوْهُ	مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾
بیشک ہم	لوٹانے والے ہیں انؑ کو	آپ کی طرف	اور بنانے والے ہیں انؑ کو	بھیجے ہوؤں (رسولوں) میں سے

نوٹ۔1

بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے اور بیٹیوں کو زندہ رکھنے کے متعلق بائبل میں جو تشریح ملتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کا دور گزر جانے کے بعد مصر میں ایک قوم پرستانہ انقلاب آیا تھا اور قبطیوں کے ہاتھ میں جب دوبارہ اقتدار آیا تو نئی قوم پرست حکومت نے بنی اسرائیل کا زور توڑنے کی پوری کوشش کی۔ ان کو ان کی زرخیز زمینوں، مکانات اور جائیدادوں سے محروم کیا۔ پھر انہیں حکومت کے تمام مناصب سے بے دخل کیا۔ اس سے آگے بڑھ کر یہ پالیسی اختیار کی گئی کہ بنی اسرائیل کی تعداد گھٹائی جائے۔ اس کے لئے ان کے لڑکوں کو قتل کر کے صرف لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے تاکہ رفتہ رفتہ ان کی عورتیں قبطیوں کے تصرف میں آتی جائیں اور ان سے اسرائیل کے بجائے قبطی نسل پیدا ہو۔ یہ تفسیر ہے قرآن کے اس بیان کی کہ مصر کی آبادی کے ایک گروہ کو وہ کمزور کرتا تھا۔

مگر بائبل اور قرآن دونوں اس ذکر سے خالی ہیں کہ فرعون سے کسی نجومی نے یہ کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جس کے ہاتھوں فرعونی اقتدار کا تختہ الٹ جائے گا۔ یا فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر میں یہ بات کہی گئی تھی اور اسی خطرے کو روکنے کے لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ افسانہ تلمود اور دوسری اسرائیلی روایات سے ہمارے مفسرین نے نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

یہاں پہلی مرتبہ فرعون کے ساتھ ہامان کا ذکر آیا ہے اور اس طرح آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حیثیت فرعون کے وزیر کی تھی۔ آگے بھی اس کا ذکر فرعون کے وزیر اعظم کی حیثیت سے آ رہا ہے۔ تورات میں اس کا نام نہیں آیا ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کتنی باتیں ہیں جن میں قرآن نے تورات کے بیانات کی تصحیح کی ہے یا ان پر اضافہ کیا ہے۔ یہ بھی حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی سرگزشت میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ (تدبر قرآن)

بعض مستشرقین نے اس بات پر بڑی لے دے کی ہے کہ ہامان تو ایران کے ایک بادشاہ کے دربار کا ایک امیر تھا اور اس بادشاہ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ کے سینکڑوں برس بعد 486 اور 465 قبل مسیح میں گزرا ہے، مگر قرآن نے اسے مصر لے جا کر فرعون کا وزیر بنا دیا۔ یہ لوگ خود غور کریں کہ آخر ان کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ایرانی بادشاہ کے درباری ہامان سے پہلے دنیا میں کوئی شخص اس نام کا نہیں گزرا ہے۔ جس فرعون کا ذکر یہاں ہو رہا ہے اگر اس کے تمام وزراء کی کوئی مکمل فہرست مستند ذریعہ سے کسی مستشرق صاحب کو مل گئی ہے جس میں ہامان کا نام نہیں ہے، تو وہ اسے چھپا کر کیوں بیٹھے ہیں؟ انہیں اسے شائع کر دینا چاہئے کیونکہ قرآن کی تکذیب کے لئے اس سے زیادہ مؤثر ہتھیار انہیں کوئی نہیں ملے گا۔ (تفہیم القرآن)